عرفان صدیقی (ٹوکیو)

سمندر میں پھنسے پاکستانیوں کو باحفاظت واپس بھجوانے کا کارنامہ

اس میں کوئی شک نہیں کہ معاشرے میں موجود ناہمواریوں کی نشاندہی کرنا صحافت کی بنیادی ذمہ داریوں میں شامل ہے مگر اس کے ساتھ ساتھ ایسے معاملات کو اجاگر کرنا بھی ضروری ہے جو ہمیں اپنے ملک اور قوم پر فخر کرنے کا موقع فراہم کریں۔ یہ تحریر قارئین کو ایک ایسی ہی تازہ خبر سے روشناس کرائے گی جس میں ہمارے سفارت خانوں اور بیرون ملک مقیم پاکستانیوں نے اپنے ہم وطنوں کو انتہائی مشکل حالات سے نکالنے کیلئے ڈھائی ماہ تک انتھک کوشش کرتے ہوئے ایک روشن باب رقم کیا۔ شہرت یافتہ روزنامہ گارڈین میں بروز ہفتہ شائع ہونے والی خبر کے مطابق انڈونیشیا کی حدود میں موجود دو بحری جہاز بارکلے پرل اور ڈایمھیا پچھلے تین ماہ سے مالکان کو خسارے اور اس کے نتیجے میں پیدا شدہ قانونی پیچیدگیوں کے باعث لنگر انداز ہیں۔ نتیجتاً ان جہازوں پر موجود عملہ تین مہینوں سے نہ صرف شدید مشکلات کا شکار تھا بلکہ اپنی تنخواہوں سے بھی محروم تھا۔ ہمارے لئے اولاً اس خبر کی اہمیت اس لئے بھی تھی کہ ان جہازوں پہ موجود اکثر عملہ پاکستانی تھا جو کہ بلاقصور دیارِ غیر میں پھنسا ہوا تھا اور اپنی حق حلال کی کمائی سے بھی محروم ہو رہا تھا۔ مگر اس خبر کی گہرائی میں اتر کر یہ معلوم ہونے پر اس کی اہمیت اور زیادہ بڑھ گئی کہ یہ دونوں جہاز پاکستانی نژاد سنگاپورین جناب عبداللطیف صدیقی کی جہازراں کمپنی گلوبل ریڈینس کے زیرانتظام تھے۔ یاد رہے کہ گلوبل ریڈینس سب سے زیادہ پاکستانی جہازرانوں کو نوکریاں فراہم کرنے والی کمپنی ہے۔ اسی کمپنی نے سال 2019 میں وزیراعظم پاکستان سے ملاقات کرکے پاکستانی جہازرانی کی صنعت کو فروغ دینے کیلئے دو ارب ڈالر کی سرمایہ کاری کی پیشکش بھی کر رکھی ہے جس پر تاحال پیش رفت جاری ہے۔

سنگاپور میں پاکستانی سفیر محترمہ رخسانہ افضال

سنگاپور میں شپنگ کمپنی کے سربراہ عبداللطیف صدیقی

اس حوالے سے روزنامہ گارڈین میں شائع ہونے والی رپورٹ کے مطابق بحری جہاز بارکلے پرل اور ڈایمھیا پچھلے تقریباً تین ماہ سے انڈونیشیا کی سمندری حدود میں لنگرانداز ہیں۔ کمپنی کے بڑھتے ہوئے کاروباری خسارے کے باعث ان جہازوں کے مالکان نے ان کو بے یارومددگار چھوڑ دیا۔ مالکان میں ستر فیصد حصص رکھنے والی سنگاپوری کمپنی کیٹل لائن اور تیس فیصد شیئرز کے مالک آسٹریلوی بزنس مین تک تھارن شامل ہیں۔ مالکان کے اس غیر پیشہ ورانہ رویّے پر ان جہازوں کی مینجمنٹ کرنے والی سنگاپوری کمپنی گلوبل ریڈینس کے مالک جناب لطیف صدیقی نے مالکان سے کئی بار مذاکرات کئے تاکہ جہازوں پر موجود عملہ کی تنخواہوں اور دیگر مسائل کا حل نکالا جاسکے۔ جہازرانوں کے مسائل فوری طور پر حل کرنے کے لئے مسلسل اسرار کرنے پر مالکان نے جہازرانوں کے ساتھ تو اپنا رویّہ نہ بدلا بلکہ ردعمل کے طور پر گلوبل ریڈینس کے ساتھ مینجمنٹ کا معاہدہ ہی یکطرفہ طور پر منسوخ کردیا۔ اس صورت حال میں عملے کو نہ صرف اپنی خون پسینے کی کمائی ڈوبتی نظر آرہی تھی بلکہ جہازوں پر بنیادی ضروریات کی عدم فراہمی کے باعث ان کا رہنا بھی مشکل سے مشکل تر ہوتا جارہا تھا۔ ان حالات میں شپ مینجمنٹ کا معاہدہ منسوخ ہونے کے بعد قانونی طور پر گلوبل ریڈینس پر ان جہازرانوں کے مسائل حل کرنے کی کوئی ذمہ داری عائد نہیں ہوتی تھی البتہ اخلاقی اور قومی حوالے سے پاکستانی عملے کو دیارِ غیر میں بے یارومددگار چھوڑنا گلوبل ریڈینس شپنگ کمپنی کیلئے ناقابل قبول تھا۔ یہی جذبہ اس ساری جدوجہد کا نقطۂ آغاز تھا۔

چنانچہ اس سلسلے میں گلوبل ریڈینس شپنگ کمپنی نے پاکستانی عملہ کی خیرخواہی کے لئے چار حوالوں سے کوششیں شروع کردیں۔ اولاً قانونی فرم سے بہترین قانونی معاونت کا بندوبست کیا تاکہ عملہ کی تنخواہوں اور جلد از جلد پاکستان واپسی کی راہ ہموار ہوسکے۔ دوئم جہازرانوں کے مسائل کے سدباب کے لئے قائم شدہ بین الاقوامی ادارے پی این آئی کو متحرک کیا۔ سوئم، گلوبل ریڈینس کی سینئر مینجمنٹ اور گلوبل ریڈینس کے چیئرمین عبداللطیف صدیقی نے بذاتِ خود مسلسل جہاز کے عملے سے رابطہ بحال رکھا جس کی بدولت عملہ خطرناک ذہنی دباؤ سے محفوظ رہا، اس کا حوصلہ بلند رہا اور ان کے روزمرہ کے مسائل بھی کسی حد تک حل ہوتے رہے۔ چہارم، گلوبل ریڈینس نے سنگاپور اور انڈونیشیا کے پاکستانی سفارت خانوں سے مدد کی درخواست کی۔ یہ اس لئے بھی اہم تھا کہ اسی اثنا میں جہاز کے مالکان نے جہازرانوں کی تنخواہوں اور دیگر ضروری اخراجات سے جان چھڑانے کیلئے اوچھے ہتھکنڈوں پر اترنا شروع کردیا تھا۔ اس کیلئے انہوں نے مختلف طریقوں سے عملے کو ہراساں کرنا شروع کردیا تاکہ وہ اپنے بقایاجات سے دستبردار ہوکر نکل جانے میں ہی عافیت جانیں۔ ہراساں کرنے کیلئے مالکان نے انڈونیشیا کی پورٹ اتھارٹی اور پولیس کی مدد لی اور جھوٹے مقدمات بنانے کی کوشش کی۔ ایسی صورت حال میں پاکستانی سفارت خانوں کی مداخلت کے بغیر معاملات حل کرنا ناممکن تھا۔ چنانچہ سنگاپور اور جکارتہ میں موجود سفارت خانوں کو تمام تفصیلات سے آگاہ کیا گیا تاکہ سفارتی سطح پر بھی پاکستانی عملے کی بازیابی اور ان کے واجبات کی ادائیگی جلد از جلد کرائی جاسکے۔

اس مرحلے کے بعد سے گلوبل ریڈینس کے ساتھ دونوں سفارتخانے پاکستانی عملے کی بازیابی کیلئے مصروفِ عمل رہے۔ بالخصوص انڈونیشیا کے سفارت خانہ کا عملہ اس مسئلہ سے براہ راست وابستہ ہونے کے باعث دن رات اپنے ہم وطنوں کی بازیابی کیلئے کوشش کرتا رہا اور اس سلسلے میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی۔ انڈونیشیا میں پاکستان کے ہائی کمشنر محمد حسن صاحب نے جس طرح پاکستانی ہم وطنوں کی مشکلات حل کرنے کیلئے تعاون اور کوششیں کیں، اس کی جتنی تعریف کی جائے کم ہے۔ انہوں نے پورے معاملے میں ذاتی دلچسپی لیتے ہوئے اپنے اسٹاف میں سے سفارتکار معصومہ بشریٰ علی کو خصوصی ذمہ دار متعین کیا جنہوں نے پوری جانفشانی اور انتھک محنت کرتے ہوئے معاملہ کے بخیر وخوبی انجام پانے تک اپنی کوششوں میں کوئی کسر نہ چھوڑی۔ انڈونیشیا میں ہائی کمشنر محمد حسن صاحب اور سنگاپور ہائی میں کمشنر رخسانہ افضال صاحبہ کی پاکستانیوں کے مسائل حل کرنے کیلئے کاوشیں یقیناً سفارت کاری میں ایک مثال ہیں۔

اس سے قبل بھی ان سفارت خانوں کے محترم ہائی کمشنرز اور ان کے معاونین نے ہمیشہ پاکستانیوں کے مسائل حل کرنے میں ذاتی اور خصوصی دلچسپی کا مظاہرہ کیا جس میں انڈونیشیا میں کرنل سعد اور معصومہ صاحبہ اور سنگاپور میں فرحانہ صاحبہ کی خدمات قابل ذکر ہیں۔ ان کی ہمیشہ موجود بروقت معاونت پاکستان سے باہر پاکستانیوں کو جو فخر اور اعتماد مہیا کرتے ہیں وہ ہم سب کیلئے ایک مثال اور اثاثہ ہے۔ اس خبر کے منظرِ عام پر آنے بعد راقم نے مزید تفصیلات حاصل کرنے کے لئے متعلقہ پاکستانی جہازرانوں سے بھی رابطہ کیا۔ بات چیت کے دوران جہاز پر تعینات افسران اور دیگر ملازمین نے جس خوشی اور فخر کا اظہار کیا، وہ اس بات کی دلیل ہے کہ ہمارے سفارتکار اور بیرون ملک پاکستانی یقیناً پاکستان کیلئے ایک بہت قیمتی اثاثہ ہیں۔ تمام پاکستانی جہازرانوں نے انتہائی جذباتی انداز میں اس بات کی تائید کی کہ جس طرح سے ان نامساعد حالات میں ان کی مدد کی گئی اور اکیلے پن کا احساس نہیں ہونے دیا گیا، اس کی مثال انہیں اپنی پوری سمندری ملازمت کے دوران نہیں ملتی۔ گلوبل ریڈینس نے ان نامساعد حالات میں جس طرح ان کی سرپرستی اور دیکھ بھال کی، اس نے انہیں ایک نیا حوصلہ اور ولولہ عطا کیا ہے اور پاکستانی ہونے پر ان کا سر فخر سے بلند کردیا۔ ان کے مطابق گلوبل ریڈینس نے قانونی طور پر ذمہ دار نہ ہونے کے باوجود ان کا اس طرح

باقی صفحہ 56 پر

بقیہ : مکتوبِ جاپان

خیال رکھا جس طرح کوئی اپنے گھر والوں کا خیال رکھتا ہے۔ ان کے کھانے پینے، قانونی تحفظ اور وطن واپسی کے ہر معاملے میں انہوں نے گلوبل ریڈئینس کو اور ان کی وساطت سے پاکستانی سفارت خانوں کو ہر لمحہ اپنا معاون و مددگار پایا۔ اسی حوالے سے اس بات کا ذکر کرنا بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ گلوبل ریڈئینس کے چیرمین جناب لطیف صدیقی کی پاکستانیوں کیلئے کوششیں دو دہائیوں پر محیط ہیں۔ انہی خدمات کو مدنظر رکھتے ہوئے حکومت پاکستان نے حال ہی میں انہیں سنگاپور میں پاکستان کے اعزازی انوسٹمنٹ کاؤنسلر کے عہدے سے بھی سرفراز کیا ہے۔ اپنے ملک اور اپنے ہم وطنوں کیلئے پاکستانی سفارت کاروں اور اوورسیز پاکستانیوں کی ایسی خدمات یقیناً ہم سب کیلئے مشعل راہ اور ایک عمدہ مثال ہیں۔